Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 144-152
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

مغربی باشندوں کے نزدیک غلبہ اسلام

The Dominance of Islam in the Perspective of Westerners

Abdul Ghafoor[1] Sidra Niamat[2] Hussain Ali[3]

Article History

Received
12-11-2024

Accepted
02-12-2024

Published
10-12-2024

Abstract & Indexing

Abstract

This study delves into the timeless relevance and resilience of Islam in the face of persistent misrepresentation, particularly by Western powers and media. Since its inception, Islam has been subjected to concerted efforts to undermine its message, with the contemporary era witnessing intensified campaigns of distortion. Western media, notably led by the United States, has often portrayed Islam as a violent ideology, labelling it a religion of terrorism. These narratives aim to distort Islam's essence as a religion of peace and justice, presenting a skewed image to the global audience. This paper argues that such portrayals are fundamentally flawed. Islam is a universal religion of truth and guidance, destined to flourish and offer solutions to humanity's challenges. Encouragingly, recent developments signal a shift in perceptions within Western and European societies, where increasing numbers are recognizing the authenticity and depth of Islamic teachings. The active engagement of Muslim leaders in countering these misrepresentations has further strengthened this realization. This study underscores the pivotal role of unwavering faith as a source of resilience and empowerment. It is this faith that enables Muslims to challenge prejudice effectively and present the true face of Islam to the world. By examining these dynamics, the research highlights how faith-driven efforts can dismantle misconceptions, fostering understanding and paving the way for Islam's universal relevance.

Keywords

Purpose, Resurrection, Propaganda, Terrorist, European Nations, Governance, Successful Faith.

[1]***PhD Scholar, Department of Urdu, Govt College University, Faisalabad.***
abdulghafoor78692110@gmail.com
[2] ***PhD Scholar, Department of Urdu, Govt College University, Faisalabad.***

[3] ***MPhil Scholar, Department of Urdu, Riphah International University, Faislabad Campus.***

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

جب ہم انسانی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ کائنات کی ابتداء سے ہی انسان اور مذہب کے درمیان ایک مضبوط تعلق رہا ہے۔ ابتداء میں تمام انسان ایک ہی عقیدے کے پیروکار تھے، لیکن وقت کے ساتھ آبادی بڑھنے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں پیچیدگی آنے کے ساتھ، لوگ اپنے اصل عقیدے سے دور ہوتے گئے۔ اس دوری کے نتیجے میں، اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں انسانوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے۔ تاہم انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی تعلیمات کو ترک کر کے لوگوں نے اپنے خیالات کے مطابق نئے مذاہب اور عقائد تخلیق کر لیے، یوں دنیا میں مختلف مذاہب کی بنیاد پڑی۔

آج دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں، جن میں اسلام، عیسائیت، یہودیت، ہندومت، زرتشت، بدھ مت اور سکھ مت جیسے بڑے مذاہب شامل ہیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان ہمیشہ کسی نہ کسی مذہب کے پیچھے چلا ہے۔ مزید برآں دنیا کے تمام مذاہب میں ایک خاص حد تک مشترک تعلیمات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ہر مذہب قتل، چوری، زنا اور فساد کو حرام قرار دیتا ہے اور اخلاقی اقدار کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔

اسلام کے دینِ امن ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو "اسلام" کا نام دیا، جس کے معنی ہیں امن، سلامتی، اور خیر۔ اسلام کی تعلیمات محبت، رواداری، میانہ روی اور صبر و برداشت پر مبنی ہیں۔ یہ دین انسانوں کو بہتر زندگی گزارنے کے اصول سکھاتا ہے اور تمام انسانیت کے لیے خیر کا پیغام لے کر آیا ہے۔

اسلامی عقائد کو درج ذیل چھ نکات میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے:

- ایک اللہ پر ایمان
- فرشتوں پر ایمان
- نبیوں پر ایمان
- اللہ کے مکاشفہ جات پر ایمان
- قیامت کے دن، عدالت اور اس کے بعد کی زندگی پر ایمان
- تقدیر پر ایمان

دین اسلام کے پانچ ستون

مسلمان اپنی زندگی کا دارومدار اپنے ایمان کے درج ذیل پانچ ستونوں پر رکھتے ہیں، جو اللہ کی اطاعت میں مددگار ثابت ہوتے ہیں:

- ایمان کی گواہی (شہادت)
- نماز
- زکوٰۃ
- روزہ
- حج

اسلام ایک توحیدی مذہب ہے، جو اللہ کی طرف سے محمد ﷺ کے ذریعے بھیجی گئی آخری کتاب (قرآن مجید) کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ اسلام کی بنیاد آسانی پر ہے نہ کہ دشواری پر، جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر ہے:

ترجمہ: اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، دشواری نہیں۔ [1]

زندگی کا تصور

اسلام زندگی گزارنے کا ایک مکمل نظام فراہم کرتا ہے۔ جو لوگ ان اصولوں پر عمل کرتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اسلام مساوات کا درس دیتا ہے اور اسے تمام آسمانی مذاہب میں کامل ترین قرار دیا گیا ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو اللہ کے احکامات کے تابع کریں اور صرف ان طریقوں کو اپنائیں جو دین میں واضح کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی حقیقی مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں۔

یہ حدیث اور قرآن کی آیات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ اسلام کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہیں۔ اسلام ایک ایسا مکمل اور جامع دین ہے جو اپنی تکمیل اور کمال میں بے مثال ہے اور انسانی زندگی کو بہترین اصولوں کے مطابق گزارنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

دوسری جانب اسلاموفوبیا ایک ایسا تصور ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے وجود میں آیا۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے 1910ء میں فرانسیسی زبان میں استعمال ہوئی اور پھر 1923ء میں انگریزی میں رائج ہوئی۔ خاص طور پر 11/9 کے بعد اس کا استعمال شدت اختیار کر گیا۔

Samuel Huntington نے اپنی کتاب "*The Clash of Civilizations*" میں پہلی بار اسلامی تہذیب کے خلاف نفرت انگیز خیالات کا اظہار کیا اور اسلام کو ایک غیر سنجیدہ مذہب قرار دیا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسلام کی وجہ سے تہذیبوں کے درمیان تصادم کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے، یوں اسلاموفوبیا کے فروغ میں اس کی تحریروں نے نمایاں کردار ادا کیا۔

Huntington کی کتاب کا مطمع نظر یہ تھا کہ مغرب اور اسلام کا آپس میں تصادم ہوگا اور یہ ایک دوسرے کو مار کر اس آئیڈیل اکیسویں صدی کا امن تباہ کر دیں گے۔ برطانوی رائٹر رونیمڈ ٹروسٹ کا مؤقف یہ ہے کہ:

> اسلام کو ایک بے حس و جامد دین کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو ترقی اور تبدیلی کو تسلیم نہیں کرتا اور اسے سختی اور دشمنی کا حامل بتایا جاتا ہے، جو خطرات پیدا کرتا ہے، دہشت گردوں کو تقویت دیتا ہے اور مختلف ثقافتوں سے مقابلے میں مہارت رکھتا ہے۔[2]

اٹھارویں صدی کے اخیر سے لے کر ہمارے آج کے دور تک اسلام کے متعلق سوچنے کا جو انتہا پسندانہ انداز چلا آ رہا ہے، اسے آسان زبان میں علوم شرقیہ کا نام دیا گیا ہے۔ مشرق اور مغرب کا موازنہ کرتے ہوئے یہ ماہرین کہتے ہیں کہ مشرق میں طاقت ور بننے خاص طور پر تباہی کی قوت بننے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ یہ مستشرقین اسلام کو ہمیشہ مشرق کا حصہ قرار دیتے ہوئے جب اسلام تک آتے ہیں، تو اس کا یوں ذکر کرتے ہیں جیسے یہ کوئی پتھر کے زمانے کی چیز ہو اور ان کے نزدیک اسلام نہ صرف مغرب کا زبردست مد مقابل ہے بلکہ عیسائیت کے خلاف بھی آخری چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام کو امریکیوں اور کسی حد تک یورپی باشندوں تک پہنچانے کے لیے ثقافتی مشینری کی ایک شاخ ٹیلی ویژن، ریڈیو نیٹ ورک، اخبارات وغیرہ ہیں۔ پروفیسر Jach نے اپنی کتاب "Real Bad Arabs" میں ایک ہزار TV.Shows فلموں اور ڈراموں کا موازنہ کیا، جس میں اسلام کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔[3] ان ٹی وی شوز میں تقریباً ہر ایک عربی کو برا انسان دکھایا گیا ہے جو کہ ظالم ہے، سخت اور جاہل ہے، غیر تہذیب یافتہ اور عورتوں کا شیدائی ہے۔ اس طرح ٹی وی اینکرز اور مذہبی سکالر کھلم کھلا اسلام کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں۔ اس طرح کی کچھ ویب سائٹ ہیں جن کا کام ہی اسلام دشمنی ہے، ان میں چند ایک قابلِ ذکر ہیں:

- D Islamic watch
- Act for America
- Jihad watch

اس قسم کی میڈیا کوریج کے بعد مغربی سوسائٹی میں اسلام کے خلاف جذبات عروج کو پہنچ گئے ہیں۔

ان امریکی باشندوں کے نزدیک اسلام زمانہ قدیم سے ایک بار پھر اُبھرنے والی لہر ہے جس سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ کا زمانہ پھر لوٹ آئے گا اور یہ انہیں تباہ کر دے گا، جسے مغربی دنیا میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ جمہوری نظام کا نام دیا جاتا ہے۔ مغربی ناقدین کے نزدیک "اسلام" اور "مغرب" میں تصادم بڑا حقیقی ہے اور اس بات میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ تمام جنگوں میں خندقوں اور رکاوٹوں کے دو سلسلے قائم کیے جاتے ہیں، ان میں افواج بھی دو ہوتی ہیں۔ جس طرح مسلم قوت کے خلاف مغرب متحد ہو گیا ہے اسی طرح مغرب کے خلاف جنگ نے اسلام کے کئی طبقوں کو متحد کر دیا ہے۔ اس حوالے سے ایڈورڈ سعید اپنی کتاب "اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ" میں لکھتے ہیں کہ:

> "اسلامی دنیا کا تصور ہی یہ بنتا ہے کہ یہ ہماری دنیا کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام ہر اعتبار سے ان کے خلاف ہے، مثال کے طور پر مغرب کے خلاف کوئی تحریک جب جنم لیتی ہے، خواہ وہ انسانی اخلاقی سیاسی یا سماجی نوعیت کی ہو تو اس سب میں موجود جو اہم عنصر ہوتا ہے، وہ مذہب ہی ہے، جو ان کو مغرب کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہونے کو تیار کرتا ہے۔"[4]

اسلام کے حوالے سے حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب اسلام ایک طرز زندگی، ضابطہ حیات، اخلاقی ترقی پسند لائحہ عمل، متحرک اور پرامن تہذیب ہے، اسلام ایک ابدی دین ہے اور جین مت ہندومت یا بدھ مت کی طرح جامد نہیں۔ اس میں دنیا کے تمام معاملات کے بارے میں ہدایات رہنمائی اور بنیادی اصول پائے جاتے ہیں، مگر بدقسمتی سے مغرب میں اور خاص کر چند سال قبل امریکہ میں کیے گئے "Pew Survey 2009"(2) کے مطابق، 41 فیصد امریکی یہ سمجھتے تھے کہ اسلام تشدد اور دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے، جبکہ 37 فیصد کا ماننا تھا کہ یہ ایک غیر پسندیدہ مذہب ہے۔ مزید یہ کہ 57 فیصد امریکیوں کے نزدیک اسلامی تہذیب مغربی معاشرتی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہو سکتی۔ مغربی دنیا میں ایک بڑا طبقہ اسلام کے خلاف مسلسل پروپیگنڈا کر رہا ہے اور ان میں ایک اہم نام "برنارڈ لیوس" کا بھی ہے۔ اپنی کتاب "The Crisis of Islam: Holy War and Unholy Terror(2009)" میں اس نے اسلام کو ایک نسل پرست اور فساد پیدا کرنے والے مذہب کے طور پر پیش کیا۔[5]

آج کے دور میں یورپ اور امریکہ میں عمومی طور پر اسلام کے خلاف تحریریں اور بیانات معمول کا حصہ بن چکے ہیں۔ اسلامی مقدسات کی توہین اور اسلام کو ختم کرنے کی کوششیں مغرب میں عام ہو چکی ہیں۔ اسلام کے خلاف مذاق اُڑانے والے مصنفین کو نہ صرف شہریت دی جاتی ہے بلکہ انعامات اور اعزازات سے نواز کر انہیں مزید پروان چڑھایا جاتا ہے۔ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے کئی افراد اس عمل کی واضح مثالیں ہیں۔

متعصب عیسائی رہنما اور پادری یورپ بھر میں اسلام، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف مہم چلاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ صلیبی جنگیں بھی انہی جھوٹے بیانیوں کی بنیاد پر مذہبی جذبات بھڑکا کر لڑی گئیں، جن کا ذکر استشراق کی کلاسیکی تحریروں میں ملتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ انتہا پسندی صرف اسلام یا مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ یہ ہر معاشرتی اور مذہبی گروہ میں پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جرمنی میں "نیو نازی ازم" تحریک اس کا مظہر ہے، جبکہ امریکہ میں "ایونجلیکل فرقہ" اس کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسی طرح ڈنمارک، نیدرلینڈز اور انگلینڈ میں کچھ سیاسی رہنما اور مسیحی پادری قرآن مجید کو جلانے جیسی مہمات کی قیادت کر رہے ہیں۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ فرانسیسی صدر "منیومل میکرون" نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی فرانسیسی شہری کو بھرپور آزادی ہے کہ وہ اپنی آواز بلند کرے، اپنی رائے کا اظہار کرنے کی اور کسی بھی شخصیت کی شان میں گستاخی کرنے کی، چاہے وہ فرانس کا صدر ہی کیوں نہ ہو یا گورنر یا پھر کوئی مذہبی شخصیت۔ اس سرکاری اعلان کے بعد "چارلی ہیٹبو" رسالے نے ایک بار پھر گستاخانہ خاکے شائع کرنے کا اعادہ کیا۔ مغرب کے اسی رویے کی وجہ سے دنیا بھر کے دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام سے اور مسلمانوں سے ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ حقیقت میں یہ ایک مسلم کش لہر ہے جس کا مظاہرہ مغرب کی مساجد میں نمازیوں پر حملے، ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات "مودی سرکار" کا کشمیر مسلم اکثریتی ریاست کو ہندوستان کا حصہ بنالینا، برما میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف نسل کشی کے واقعات سرِفہرست ہیں۔

ایسے تمام واقعات اور اسلام مخالف تحریروں خبروں کو مغربی میڈیا اس انداز سے جھوٹ بول کر بیان کرتا ہے کہ سچ لگنے لگ جائے اور لوگ اسلام سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلیں اور اسلام کے اس فسادی رویے کے خلاف تمام مغربی طاقتیں یکجا ہوجائیں۔ ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈے کے حوالے سے میں ڈاکٹر بارہ بنکوی کے شعر لکھنا چاہوں گا جس میں وہ کہتے ہیں کہ:

جھوٹی باتیں جھوٹے لوگ
سہتے رہیں گے سچے لوگ
ہریالی پر بولیں گے
ساون کے سب اندھے لوگ [6]

پھر ایسے ہی ایک اور شاعر طارق باجوہ کے دو شعر جس میں وہ کہتے ہیں کہ:

جھوٹے اور مکار سے لوگ
ہیں کتنے خوں خوار سے لوگ
اوپر کچھ ہیں اور اندر کچھ
کتنے ہیں فنکار سے لوگ [7]

اگر ہم ماضی اور حال میں اللہ کے قوانین اور ان کے عملی مظاہر پر غور کریں، تو مستقبل کے بارے میں اسلام کے غلبے کی متعدد خوش خبریاں سامنے آتی ہیں۔ دنیا میں ہونے والے حالات اور ان کے برق رفتاری سے بدلتے پہلوؤں پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ یہ تمام تبدیلیاں امتِ مسلمہ اور اسلام کی دعوت دینے والوں کے لیے نیک شگون ہیں۔ بالآخر ان واقعات کے نتیجے میں اسلام ہی کو کامیابی حاصل ہوگی۔

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے جو قوانین جاری و ساری ہیں، ان میں ایک نمایاں قانون قوموں کے عروج و زوال کا ہے۔ یہ الٰہی اصول غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی وقتی ناکامی کے وقت انہیں تسلی دینے کے ذریعے بیان ہوا ہے۔ اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ نے قوموں کے عروج و زوال کے دوسرے پہلو کا ذکر بھی کیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اگر تمہیں زخم پہنچا ہے تو تمہارے مخالفین کو بھی پہلے ایسا ہی زخم لگ چکا ہے۔ یہ ایام ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں تاکہ اللہ یہ ظاہر کردے کہ تم میں سے حقیقی ایمان والے کون ہیں اور وہ تم میں سے حق کے گواہوں کو منتخب کرلے۔ [8]

تاریخ کے شواہد بتاتے ہیں کہ تہذیب کی قیادت دوبارہ مشرق کے ہاتھ میں آنے والی ہے کیونکہ مشرق کے پاس اسلام کا وہ زندہ اور منفرد پیغام موجود ہے جو مغرب کی نظریاتی بنیادوں سے بالکل مختلف ہے۔ مغرب کی بے خدا تہذیب نے انسانیت کو روحانی اضطراب اور اخلاقی زوال کی گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے اور اس بحران سے نجات کا واحد ذریعہ اسلام کا مضبوط روحانی اور اخلاقی پیغام ہے۔

تاہم اس مقصد کے حصول کے لیے مشرقی اقوام کو اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کرنا ہوگا، قیادت کے عظیم منصب کے لیے خود کو تیار کرنا ہوگا اور ان صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ہوگا جو انہیں یہ عظیم ذمہ داری اُٹھانے کے قابل بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

قریب ہے وہ وقت کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین پر خلافت عطاء کرے، پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔[9]

اسی طرح علامہ محمد اقبال نے بھی اپنی شاعری میں اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔ شعر دیکھیے:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

غالب وکار آفریں، کارکشا وکارساز[10]

پھر اسی طرح خدا تعالیٰ قرآن مجید میں مزید ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔[11]

تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام روئے زمین پر آخر کار اسلام کو مرکزیت حاصل ہو گی اور تمام عالم پر مسلمانوں کی حکومت ہو گی۔ اقبال اس حوالے سے یوں کہتے ہیں۔ شعر دیکھیے:

مؤمن کے جہاں کی حد نہیں ہے

مؤمن کا مقام ہر کہیں ہے[12]

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر عالمی قیادت مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ہو جائے تو یہ کوئی حیران کن امر نہیں ہو گا، اگرچہ موجودہ وقت میں مغرب کو تمام علوم وفنون میں برتری اور ہر طرح کا اقتدار حاصل ہے، جبکہ مشرق پسماندگی اور بے بسی کا شکار ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ مغرب اس وقت مادہ پرستی کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے اور ان کا معاشرہ اخلاقی تنزلی اور بے راہ روی میں پوری طرح ڈوبا ہوا ہے۔ یہی طرزِ عمل اور تہذیب ان کے لیے دنیا اور آخرت میں ناکامی کا سبب بنے گی۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں جب مغربی تہذیب کا پردہ فاش ہو گا اور رسوائی ان کا مقدر بنے گی۔

علامہ محمد اقبال نے اس حوالے سے اپنی شاعری کے ذریعے ان تمام حقائق سے پردہ اُٹھایا ہے کہتے ہیں۔ اشعار دیکھیے:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا[13]

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح

دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ[14]

پھر اس کے بعد علامہ محمد اقبال بالِ جبریل کی نظم "لینن" میں مغربی تہذیب کی حقیقت کو یوں دنیا کے سامنے آشکارا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے

حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات

رعنائی تعمیر میں رونق میں فضا میں

گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارت

یہ علم و حکمت یہ تدبر یہ حکومت

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں مساوات [15]

جب یہودیت اور مسیحیت کے مقابلے میں اسلام کو بطور مذہب دیکھا جائے یا سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلے میں ایک مکمل نظام حیات کے طور پر پرکھا جائے، تو اسلام ہر پہلو سے نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے۔ اسلام ایک ایسا منفرد اور بے مثال دین ہے جو اپنی بقا اور زندگی کا جوہر رکھتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام کے اندر نہ صرف اپنی دعوت کو پھیلانے کی قوت موجود ہے بلکہ ایک ملت کو زندہ اور متحد رکھنے کی صلاحیت بھی ہے۔

ان تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فتح بالآخر اسلام ہی کی ہو گی۔ زمانہ دراز سے اسلام اور اس کے ماننے والوں کو ختم کرنے کے لیے مختلف حربے آزمائے گئے، مگر یہ سازشیں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے اور اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے۔ [16]

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اسلام غالب آئے گا اور کوئی اسے مغلوب نہیں کر سکے گا۔ [17]

دین اسلام کی پختگی اور اس کی تمام کائنات پر غالب آنے کی ابھی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اسرائیل کو فلسطین پر وحشیانہ انداز سے بمباری کرتے ہوئے، جس میں لاکھوں کی تعداد میں مرد عورت، خواتین، بچے، بوڑھے ان سب کو نشانہ بنا رہا ہے اور اب لبنان تک آ گیا ہے، اسرائیل اس جنگ کے نتیجے میں متعدد مسلم رہنماؤں کو بھی شہید کر چکا ہے، مگر پھر بھی ابھی تک ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور وہ اسلام و ایمان پر قائم ہیں اور ابھی تک جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کیونکہ یہ تمام مغربی قوتیں اسلام کو دبانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہی ہیں اور مسلمانوں میں جو کچھ پہلے ڈر تھا اب آہستہ آہستہ ان سے ڈر نکلتا جا رہا ہے۔ مسلم رہنما وہاں امریکہ میں کھڑے ہو کر اقوامِ متحدہ کی "جنرل اسمبلی" میں کھڑے ہو کر وہاں امریکی قوتوں کو للکار کر اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

اقوامِ متحدہ میں پاکستانی سفیر منیر اکرم نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں یہ قرار داد پیش کی جب نیوزی لینڈ کی دو مساجد میں ایک انتہا پسند نے پچاس (50) سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ عمران خان پاکستان کے پہلے وزیر اعظم ہیں، جنہوں نے 27 ستمبر 2019ء کو اقوامِ متحدہ میں اپنے پہلے خطاب میں کہا کہ اسلام فوبیا چند مسلم برے حکمرانوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے، مگر اسلام کے خلاف نہیں ہو سکتا جو نبی ﷺ کی تعلیمات ہیں، ہم ان کے پیروکار ہیں اور ہم اسلام فوبیا کو

نہیں مانتے۔ 20یوں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں متفقہ طور پر اسلامی تعاون تنظیم OIC کی جانب سے پاکستان کی طرف سے پیش کی جانے والی ایک تاریخی قرار داد کو منظور کیا گیا، جس میں 15 مارچ کو اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے عالمی سطح پر ایک دن نامزد کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت دنیائے انسانیت کو اس بگاڑ اور فساد سے نجات کے لیے ایک متوازن اور صالح نظام کی ضرورت ہے اور وہ صرف اور صرف اسلام کے پاس ہی ہے اور تمام عالمِ اسلام کو اس امر میں اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے، اپنی خودی اور طاقت کو پہچاننے کی ضرورت ہے، جس میں وہ اسلام کا دفاع کرنے میں ہر حال میں کامیاب ہوں گے۔ علامہ محمد اقبال بھی یہی جذبہ مسلمانوں میں دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش تیرے وجود میں ہے
تیری دوانہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے [18]

آخر میں اپنے موضوع کو سمیٹتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ خدا کی ذات نے تمام عالمِ اسلام کو بہت سی طاقت اور نعمتوں سے نوازا ہے، اور سب سے بڑی قوت ان کے پاس دین اسلام کی ہے۔ جو جذبہ ابھی میں مسلم رہنماؤں اور قوم کا دیکھ رہا ہوں میرا یہ ایمان ہے کہ اسلام ہی فاتح ٹھہرے گا۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ البقرۃ 185/2-
2 سیموئیل ہنٹنگٹن، **تہذیبوں کا تصادم**، 1996ء، ص 24-37-
3 **Real bad Arbas**, 2012, P:24,31، Jack G. Shaheen
4 ایڈورڈ سعید، **اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ**، مترجم: ظہیر جاوید، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2007ء)، ص 123-137-
5 برنارڈ لیسوس، **The criss of islam holy war and unholy terror**، 2009ء ص 39-40-
6 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بالِ جبریل، نظم مسجد قرطبہ، ص 81-
7 طارق باجوہ، ڈاکٹر، غیر مطبوعہ
8 سورہ آل عمران 140/3-
9 سورۃ الاعراف 129/7-
10 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بانگِ درا، حصہ غزلیات، ص 164-
11 سورۃ الانبیاء 21/21-
12 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بالِ جبریل، نظم یورپ، ص 666-
13 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بالِ جبریل، نظم مسجدِ قرطبہ، ص 77-
14 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بانگِ درا، حصہ غزلیات، ص 164-
15 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ بالِ جبریل، نظم لینن، ص 89-
16 سورۃ الفتح 28/48-
17 محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، امام، **الصحیح البخاری**، ص 1268-
18 اقبال، **کلیاتِ اقبال**، مجموعہ ضربِ کلیم، نظم فلسطینی عرب سے، ص 126-